## قانون، تہذیب اور آزادی کا جنازہ

لاہور کے قریب مناواں میں ڈاکٹر احمد جاوید خواجہ اور ان کے خاندان کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کا تعلق صرف ایک فرد یا خاندان سے نہیں بلکہ پوری قوم اور اس کی بنیادی اقدار کی پامالی سے ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں آج کے پاکستان کا اصل چہرہ دیکھا جا سکتا ہے۔

واقعات کی پوری تصویرکشی اخبارات میں ہوچکی ہے۔ کس طرح نصف شب پولیس اور کسی دوسری سرکاری ایجنسی کے کارپرداز بیرونی ایجنٹوں کے ہمراہ ایک معزز گھرانے پر حملہ آور ہوتے ہیں، چوکیدار کا سر پھاڑ کر گھر میں داخل ہو جاتے ہیں، عورتوں کو ایک کمرے میں بند کرا دیتے ہیں، تمام مردوں کو ہتھکڑیاں لگا کر اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں۔ تلاشی کے بہانے نقدی اور قیمتی اشیا پر قبضہ کر لیتے ہیں اور یہ سب اسی طرح کہ نہ وزیراعلیٰ کو خبر ہے اور نہ وزیراعظم کو اطلاع---! چار افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دو کا ریمانڈ لیا جاتا ہے، باقی سب بھی غیرقانونی تحویل میں ہیں اور پولیس مزاحمت، ناجائز اسلحہ، فساد اور نامعلوم کس کس جرم کی ایف آئی آر کاٹنے میں مشغول ہے۔

اس شرم ناک واقعے پر جتنا بھی احتجاج کیا جائے کم ہے۔ جماعت اسلامی، متحدہ مجلس عمل، ڈاکٹروں کی تنظیم سب ہی نے احتجاج کیا ہے اور قائداعظم لیگ کے پارلیمانی لیڈر نے بھی صاف الفاظ میں مذمت کی ہے۔ معاملہ عدالت میں بھی چلا گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے چند اصولی پہلوؤں کی طرف ملک وقوم کی توجہ مبذول کرائیں۔

ایک مہذب معاشرے کی پہچان اس کے شہریوں کی جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ہے۔ لیکن پاکستانی معاشرے کا آج یہ حال ہے کہ کسی کی جان، مال اور آبرو محفوظ نہیں۔ ابھی ایک ماہ پہلے ڈاکٹر عامر عزیز کا اغوا ہوا اور چار مہینے زبردست احتجاج کے بعد رہائی عمل میں آئی۔ اسی زمانے میں کوئٹہ میں ایک غیرملکی ڈاکٹر کو ناجائز حراست میں رکھا گیا اور ہائی کورٹ

نے اس پر سخت نکیر کی۔ اور اب بھی اسی قسم کا واقعہ لاہور میں ایک اور معزز ڈاکٹر اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ ہوا۔

یہ سب کیا ہے؟ کیا اس ملک میں کوئی قانون نہیں؟ یہ حق کس کو ہے کہ جب چاہے کسی کے گھر میں داخل ہو جائے، عورتوں کو کمرے میں محصور کر دے، مردوں کو بے عزت کرے اور گرفتار کر لے۔ وارنٹ کے بغیر لے جائے اور غیرملکیوں کے سامنے تفتیش کے لیے پیش کر دے۔ اسلامی تو کیا کوئی مہذب معاشرہ بھی اس کا روادار نہیں ہوسکتا۔

دوسرا پہلو ہمارے اندرونی معاملات میں امریکہ کا عمل دخل ہے۔ اس کا تعلق ہماری آزادی اور قومی غیرت سے ہے۔ ایف بی آئی کا ایک ایجنٹ ہو یا ایک سو، ہمارے معاملات میں ان کی اس طرح کی مداخلت، قومی آزادی کے لیے ایک چیلنج ہے اور اسے ایک لمحے کے لیے بھی گوارا کرنا ممکن نہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس پر پردہ ڈالنے اور حقائق کو چھپانے کے بجائے سیدھے سیدھے اقدام کرے اور امریکہ کو بتا دے کہ خفیہ اطلاعات میں تعاون ایک چیز ہے اور سی آئی اے اور ایف بی آئی کا ملکی معاملات میں عمل دخل بالکل دوسری شے۔ یہ دراندازی فوراً رکنی چاہیے اور قومی اسمبلی اور اعلیٰ عدالتوں کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہیے۔ چودھری شجاعت حسین نے جو بات اپنے جذبات کے اظہار کی شکل میں کہی ہے ان کا اور ان کی حکومت کا فرض ہے کہ اسے عملاً نافذ کرے۔ یہ دراندازی امریکہ کے لیے بھی بہت مہنگی پڑے گی اور اس سے اس کے خلاف نفرت کے شعلے اور بھی بلند ہوں گے۔

تیسری بات کا تعلق ہماری پولیس اور ایجنسیوں کے رویے اور طریق واردات سے ہے۔ اگر کسی فرد سے پوچھ گچھ کرنا بھی ہے تو یہ کام ایک شائستہ انداز میں بھی ہوسکتا ہے۔ قانون کے تقاضے پورے ہونے چاہییں۔ دن کے وقت آپ کے افسر متعلقہ اشخاص سے ربط قائم کرسکتے ہیں اور ضروری معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ کیا طریقہ ہے کہ آدھی رات کو سوتے ہوئے افراد پر حملہ آور ہوا جائے۔ سیدھے سیدھے ربط قائم کرنے کی بجائے دروازے توڑنے (gate crash) کا راستہ اختیار کیا جائے۔ بدتمیزی اور بے تہذیبی کا ہر حربہ استعمال ہو۔ بچے

اور بوڑھے میں تمیز نہ ہو۔ چور' ڈاکو اور مہذب شہریوں میں فرق نہ کیا جائے۔ یہ سارے ہتھکنڈے کسی بھی مہذب معاشرے میں ایک لمحے کے لیے قابلِ برداشت نہیں۔

اسی طرح پولیس کا یہ رویہ کہ جھوٹی ایف آئی آر درج کی جائیں' اپنی ہر زیادتی کے لیے بطور بہانہ مقابلہ اور مزاحمت کی داستانیں گھڑی جائیں--- یہ کھیل ۵۰ سال سے کھیلا جا رہا ہے' اب اسے ختم ہونا چاہیے۔

نہ صرف پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی اور اس کا نوٹس لینا چاہیے بلکہ شہریوں کی تنظیموں کو بھی ان مسائل کو اٹھانا چاہیے اور سب کی عزت و تحفظ کے لیے مناسب ضابطہ کار تسلیم کرائے اور نافذ کرائے جانے چاہییں۔

---